Al Basirah البصیرۃ

V. 15, Issue 01, (June 2026)

Journal Home Page: https://albasirah.numl.edu.pk/

ISSN P: 2222-4548 ISSN E: 2520-7334

خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی: ابراہیمی مذاہب کا تقابلی مطالعہ

Women's Access to Worship Places: A Comparative Study of Abrahamic Religions

Muhamamad Nasir Saeed Abbasi, Lecturer, Department of Higher Education, Muzaffarabad, Azad Jammu and Kashmir. Email: nasirsaeedpk@gmail.com,

ORCID: https://orcid.org/0009-0007-7921-2215

Nasir Ud Din Nasir, Professor, Department of Islamic and Religious Studies, Hazara University Mansehra. Email: naasiraust@gmail.com,

ORCID: https://orcid.org/0000-0002-7869-4001

Received: 21 September | Revised: 06 November | Accepted: 15 Dec | Available Online: 31 Dec

ABSTRACT

Islam, Christianity, and Judaism are considered as Abrahamic religions. Although they all share common theological foundations, their perspectives on women's participation in sacred spaces have varied across different historical periods and socio-cultural contexts. Using a comparative and analytical methodology, the study explores the role of scriptural interpretations, religious authority, and cultural traditions in shaping women's access to mosques, churches, and synagogues. It also examines the primary textual sources including the *Qur'an*, *Hadith*, the Bible, and the Hebrew Bible (*Tanakh*), along with major traditional religious interpretations that have influenced legal and theological understandings of women's participation in places of worship across the three faiths. The research highlights that limitations on women's participation were influenced not only by religious interpretations but also by prevailing social and cultural norms. It further discusses contemporary debates regarding gender inclusion and women's religious participation in sacred spaces. This study contributes to the fields of Religious Studies and Comparative Theology by offering a comparative understanding of women's access to places of worship in the Abrahamic traditions and by clarifying the interaction between scriptural teachings, religious traditions, and contemporary developments.

Keywords: Sacred Spaces, Gendered Access, Women's Worship, Abrahamic Religions, Comparative Historical Analysis

Correspondence Author: nasirsaeedpk@gmail.com

Conflict of Interest: The authors declare that there are no conflicts of interest related to the research, authorship, and/or publication of this article, and that the data presented have not been fabricated or falsified.

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Participant Consent: The authors confirm that Informed consent was obtained from all participants, and confidentiality was duly maintained.

Data Fabrication/ Falsification Statement: The author(s) declare that no data have been fabricated, falsified, or manipulated in this study.

Copyright: Author(s) retains the Copyright of this article.

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تعارف موضوع

خواتین کی مقدس عبادت گاہوں میں شمولیت قدیم زمانے سے مختلف مذاہب میں علمی، مذہبی اور سماجی مباحث کا اہم موضوع رہی ہے۔ ابراہیمی مذاہب (یہودیت، عیسائیت اور اسلام) اگرچہ مشترکہ توحیدی اور الہی بنیاد رکھتے ہیں، تاہم عبادات میں خواتین کی شرکت اور مقدس مقامات تک ان کی رسائی کے حوالے سے ان کے تصورات، عملی رویّے اور مذہبی تعبیرات ایک دوسرے سے مختلف دکھائی دیتے ہیں۔ ان مذاہب کی مذہبی روایتوں میں خواتین کے کردار کو بعض اوقات محدود اور بعض اوقات فعال انداز میں پیش کیا گیا، جس کے اثرات عبادت گاہوں کی ساخت، مذہبی رسوم اور اجتماعی عبادات میں نمایاں طور پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا مسئلہ محض مذہبی احکامات تک محدود نہیں رہا بلکہ اس پر سماجی اقدار، ثقافتی روایات، فقہی تعبیرات اور مذہبی اقتدار کے نظام نے بھی گہرے اثرات مرتب کیے۔ مختلف ادوار میں مذہبی نصوص کی تعبیر و تشریح نے خواتین کے مذہبی کردار کے تعین میں اہم کردار ادا کیا، جس کے نتیجے میں بعض معاشروں میں ان کی شرکت کو محدود کیا گیا جبکہ بعض میں نسبتاً وسعت دی گئی۔ عصرِ حاضر میں مذہبی شمولیت، صنفی مساوات اور انسانی حقوق کے مباحث نے اس موضوع کو مزید اہم بنادیا ہے۔ اسی تناظر میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا تاریخی و تقابلی مطالعہ نہ صرف مذہبی روایتوں کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے بلکہ یہ واضح کرتا ہے کہ مذہبی تعلیمات اور معاشرتی رویّوں کے باہمی تعلق نے صنفی شرکت کی نوعیت کو کس حد تک متاثر کیا ہے۔ تحقیق کو منظم اور جامع بنانے کے لیے اسے تین بنیادی مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے

مبحثِ اوّل: یہودیت میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا جائزہ

مبحثِ دوم: عیسائیت میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا جائزہ

مبحثِ سوم: اسلام میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا جائزہ

یہ تحقیق خواتین کی مقدس مقامات تک رسائی کے تاریخی رجحانات، فقہی اور مذہبی قوانین، اور سماجی و ثقافتی اثرات کا جائزہ لے گی تاکہ مختلف تاریخی ادوار میں خواتین کے عبادتی کردار کی تشکیل کو سمجھا جاسکے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

اس موضوع پر متعدد محققین نے مختلف زاویوں سے تحقیق کی ہے۔ کیرن آرم سٹرانگ نے اپنی تصانیف میں ابراہیمی مذاہب کی مذہبی روایت اور خواتین کے کردار کا تاریخی جائزہ پیش کیا ہے اور واضح کیا ہے کہ مذہبی اداروں کی تشکیل کے ساتھ خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی محدود ہوتی گئی۔ لیلی احمد نے اسلامی معاشرے میں خواتین کی مذہبی اور سماجی حیثیت پر بحث کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا کہ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین کو مذہبی اجتماعات اور مساجد میں شرکت کا حق حاصل تھا، تاہم بعد کے ثقافتی اثرات نے اس عمل کو محدود کردیا۔ اسی طرح فاطمہ مرنیسی نے اسلامی تاریخ اور حدیثی روایت کے تناظر میں خواتین کی مذہبی شرکت کا مطالعہ کیا اور یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بہت سی سماجی پابندیاں مذہبی نصوص سے زیادہ معاشرتی رویّوں کا نتیجہ تھیں۔ عیسائیت کے حوالے سے روزمیری ریڈفورڈ روتھر نے کلیسا میں خواتین کے کردار اور مذہبی قیادت کے مسئلے کو موضوعِ بحث بنایا اور صنفی مساوات کے تناظر میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا تجزیہ پیش کیا۔ برصغیر کے محققین نے بھی خواتین کی مساجد

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

میں حاضری، مذہبی آزادی اور اسلامی معاشرت میں ان کے کردار پر تحقیقی کام کیا ہے، تاہم ابراہیمی مذاہب کے تقابلی و تاریخی مطالعے کی صورت میں جامع تحقیق نسبتاً کم دکھائی دیتی ہے۔ یہی خلا موجودہ تحقیق کی بنیاد ہے۔

سوالات تحقیق

اسلامی فقہ، یہودی شریعت اور عیسائی مذہبی قوانین کی روشنی میں خواتین کی عبادت گاہوں میں شرکت کے بنیادی اصول اور ان کے مابین نمایاں اختلافات کیا ہیں؟ تاریخی ادوار میں خواتین کی مقدس مقامات تک رسائی کے رجحانات اور ان میں تبدیلی کی وجوہات کیا ہیں؟ یہ تاریخی تجزیہ معاصر دور میں صنفی مساوات اور مذہبی شمولیت کے مباحث میں کس حد تک رہنمائی فراہم کرتا ہے؟

منہج تحقیق

اس تحقیق میں تاریخی اور تقابلی منہجِ تحقیق اختیار کیا گیا ہے۔ تاریخی منہج کے ذریعے ابراہیمی مذاہب میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کے ارتقائی مراحل کا جائزہ لیا گیا، جبکہ تقابلی منہج کے ذریعے یہودیت، عیسائیت اور اسلام کے مذہبی تصورات، عملی رویّوں اور معاشرتی اثرات کا باہمی موازنہ کیا گیا۔ اس تحقیق میں معروضیت (Objectivity) کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف آراء کا تجزیہ کیا گیا اور ہر مذہب کے داخلی تنوع اور تاریخی حالات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

مبحث اول: یہودیت کا تصور عبادت

یہودیت ایک الہامی مذہب ہے، تاہم جب اس کے نظامِ عبادت کا جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عبادات کا دائرہ چند بنیادی اعمال تک محدود ہے۔ اس مذہب میں بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ (یہوداہ) کی عبادت کی جاتی تھی، اور قدیم زمانے میں اس کا نمایاں طریقہ قربانی تھا۔ عبرانی متون میں قربانی کے لیے منحہ (*Minhah*) کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے، جس سے مراد خدا کے حضور نذر پیش کرنا ہے۔ یہودی عبادات میں ایک خاص دن کو بڑی اہمیت حاصل تھی، جو ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ ہوتا تھا۔ اس موقع پر سردار کاہن (High Priest) ہیکل میں داخل ہو کر اپنے خاندان کی طرف سے ایک بیل اور بنی اسرائیل کی طرف سے دو بکرے قربان کرتا تھا۔ اس کے علاوہ، یہودیت میں اجتماعی عبادت کا ایک اہم پہلو دعائیں اور مذہبی نغمات (Psalms) ہیں۔ ان دعاؤں اور بھجنوں میں روحانیت اور تاثیر پائی جاتی ہے، جن کے ذریعے بندہ خدا کی حمد و ثنا بیان کرتا اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے۔ انفرادی عبادت کے طور پر یہ طریقہ بھی رائج تھا کہ لوگ اپنے گھروں میں ایسی سمت میں کھڑے ہو کر دعا کرتے جو یروشلم کی طرف ہو، اور اس کے لیے کھڑکیاں کھول کر دعا کرنا ایک عام معمول سمجھا جاتا تھا۔[1] اگرچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات سے قبل بنی اسرائیل کو ان کی تاریخ کے اہم واقعات یاد دلائے اور ان تمام احکامِ شریعت کو بھی دوبارہ بیان کیا جو ان پر نازل کیے گئے تھے، تاہم ان کی اس آخری نصیحت کا مقصد یہ تھا کہ قوم آئندہ زندگی میں ان تعلیمات کو مضبوطی سے تھامے رکھے اور انحراف سے بچے۔ اس خطبے کے بعض حصے آج بھی بائبل میں محفوظ ہیں، جو اس امر کی نشاندہی کرتے

---

1 رشد احمد، **تاریخ مذاہب**، (کوئٹہ: زمرد پبلی کیشنز، قلات پریس، 2005ء/1426ھ)، ص:315۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کی دینی واخلاقی رہنمائی کے لیے ایک جامع اور بامقصد پیغام چھوڑا تھا۔ ان ارشادات میں اللہ کی اطاعت، عہد کی پاسداری، اور اجتماعی وانفرادی زندگی میں عدل وتقویٰ اختیار کرنے پر خاص زور دیا گیا، تاکہ بنی اسرائیل ایک منظم اور خداپرست معاشرہ قائم رکھ سکیں۔ مثلاً کتاب استثناء میں ہے:

سن اے بنی اسرائیل خداوند اپنا خدا ایک ہی خدا ہے.... اور اٹھتے ان کا ذکر کرنا[2]

"پس اے اسرائیل خداوند تیرا خدا تجھ سے اس کے سوا کیا چاہتا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کا خوف مانے اور اس کی سب راہوں پر چلے اور اس سے محبت رکھے اور اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان سے خداوند اپنے خدا کی بندگی کرے اور خداوند کے جو احکام اور آئین میں تجھ کو آج بتاتا ہوں ان پر عمل کرے تاکہ تیری خیر ہو دیکھ آسمان اور زمین اور جو کچھ زمین میں ہے یہ سب خداوند تیرے خدا کا ہی ہے۔[3] حضرت موسیٰ نے اپنی تمام زندگی میں ایک ہی عقیدہ توحید کا پرچار کیا اور اپنی قوم کو بھی تمام اعمال عبادات ومعاملات میں صرف اسی ایک معبود حقیقی کو مالک ومختار ماننے کی تاکید کی، لیکن جیسے ہی حضرت موسیٰ اس دنیا سے رخصت ہوئے بنی اسرائیل پھر مشرکانہ عقائد اور رسومات کی طرف پلٹ گئے اور سامری سے کہہ کر ہیرے جواہرات کا ایک بچھڑا بنوالیا اور اس کی پوجا شروع کر دی۔

قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِن بَعْدِهِ[4]

تم نے اس کے بعد بچھڑا پوجنا شروع کر دیا۔

حضرت موسیٰ کی تعلیمات میں انفرادی اور اجتماعی زندگی کے حوالے سے بھی تعلیمات ملتی ہیں اس حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے احکام عشرہ بہت مشہور ہیں جو یہ ہیں۔

1: خداوند تیرا خدا جو تجھے ملک مصر اور غلامی کے گھر سے نکال لایا، میں ہوں۔

2: میرے حضور تم غیر معبودوں کو نہ ماننا۔

3: تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا۔

4: تو سبت کا دن یاد کر کے پاک ماننا۔

5: تو اپنے ماں اور باپ کی عزت کرنا۔

6: تو خون ریزی نہ کرنا۔

7: تو زنا نہ کرنا۔

8: تو چوری نہ کرنا۔

---

2 **کتاب مقدس، استثناء، نیا عہد نامہ**، اردو نظر ثانی شدہ ترجمہ، (لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، 2010ء)، 4:6-7، ص:35۔

3 **کتاب مقدس، استثناء**، 12:10-14، ص:483۔

4 البقرۃ:51

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

9:تو اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی گواہی نہ دینا۔

10:تو اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔5

یہودیت میں خواتین کی عبادت:

قدیم زمانے میں عبادت کا مرکز ٹیمپل آف یروشلم تھا۔ ہیکل میں خواتین کے لیے الگ صحن موجود تھا، جہاں وہ قربانی اور عبادت میں شرکت کرتی تھیں۔6

عبادت اور مذہبی فرائض:

یہودی شریعت کے مطابق خواتین مخصوص اوقات میں مذہبی احکام سے مستثنیٰ تھیں۔اس امر کی وضاحت تالمود میں یوں بیان کی گئی ہے۔ عورتیں مثبت وقتی احکام سے مستثنیٰ ہیں۔7 تاہم وہ ان احکام کی ادائیگی کر سکتی ہیں، مگر ان پر لازم نہیں۔

روایتی (Orthodox) یہودیت میں:

خواتین روزانہ دعا کرنے کی پابند ہیں، مگر جماعتی عبادت میں ان کی شرکت کے قواعد مختلف ہیں۔8

منیان (*minyan*) یعنی دس بالغ مردوں کی جماعت میں عورت کو شمار نہیں کیا جاتا۔9

قدیم یہودی عبادت گاہوں میں خواتین کا مقام:

دورِ ثانی میں عبادت کے مرکزی مقام میں ایک مخصوص حصہ عورتوں کا صحن (*Ezrat Nashim*) کہلاتا تھا، جہاں خواتین عبادت اور مذہبی تقاریب میں شریک ہوتی تھیں۔ اگرچہ وہ قربان گاہ کے اندرونی حصوں تک نہیں جاسکتی تھیں، لیکن اجتماعی مذہبی زندگی سے خارج بھی نہ تھیں۔10

ابتدائی کنیساؤں میں نشست اور شرکت:

ہیکل کی تباہی (70ء) کے بعد عبادت کا مرکز کنیسہ (Synagogue) بن گئی۔ آثارِ قدیمہ کے شواہد (جیسے گلیل اور یہودیہ کی قدیم کنیسائیں) اس بات کی قطعی تصدیق نہیں کرتے کہ ابتدا ہی سے خواتین کے لیے لازماً علیحدہ بالاخانہ

---

5 **کتاب مقدس، خروج**،20:1-17، ص:149۔

6 E. P: Sanders, Judaism**,** *Practice and Belief, 63 BCE–66 CE*, (London: SCM Press 1992), p: 23.

7 *Babylonian Talmud*, *Kiddushin*, p: 29.

8 Joseph Karo, *Shulchan Aruch*, *Orach Chaim*, (Venice: Daniel Bomberg1565), p: 55.

9 Joseph Karo, *Shulchan Aruch*, (Venice: Daniel Bomberg1565).

10 E. P: Sanders, *Judaism: Practice and Belief, 63 BCE–66 CE*, (London: SCM Press 1992), p: 23.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

(گائنیکونائٹس) موجود تھا۔ بعض محققین کے مطابق ابتدائی صدیوں میں نشست کی علیحدگی کا نظام بعد میں واضح ہوا۔11 ربانی ادب میں عبادت کے بعض پہلوؤں میں مرد و عورت کے فرق کا ذکر ملتا ہے۔ مثال کے طور پر، جماعتی عبادت کے لیے منیان (دس بالغ مرد) کی شرط بیان ہوئی ہے۔12

مذہبی و سماجی اعزازات

کچھ قدیم کتبوں اور کنیسائی کتبوں (Inscriptions) سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض خواتین ڈونرز یا سرپرست کے طور پر کنیسہ کی تعمیر یا آرائش میں حصہ لیتی تھیں۔ بعض مقامات پر *Archisynagogos* جیسے القاب خواتین کے لیے بھی ملتے ہیں، جس سے ان کے سماجی و مذہبی اثر کا اندازہ ہوتا ہے۔

یہودیت میں خواتین کی عبادت سے متعلق مخصوص احکامات اور شرعی پابندیاں اور سماجی رویے

یہودیت میں خواتین کی عبادت کا تصور روحانی مساوات کے اقرار کے ساتھ فقہی امتیازات پر بھی مشتمل ہے۔ تورات مرد و عورت دونوں کو خدا کی صورت پر پیدا شدہ قرار دیتا ہے، مگر ربانی فقہ میں بعض عملی ذمہ داریوں میں فرق بیان کیا گیا ہے۔ میمونیدس (رامبام) اپنی کتاب مشنے تورات میں بیان کرتے ہیں کہ خواتین نماز اور عبادات میں شریک ہو سکتی ہیں، تاہم بعض شرعی ذمہ داریاں ان کے لیے مختلف نوعیت رکھتی ہیں، جو عبادت کے بنیادی حق کی نفی نہیں کرتیں۔13 جدید یہودی فکر میں اصلاحی (Reform) اور قدامت پسند (Conservative) مکاتب نے خواتین کی عبادتی شمولیت اور مذہبی قیادت کو وسیع پیمانے پر تسلیم کیا ہے، جبکہ آرتھوڈوکس روایت میں روایتی فقہی تقسیم اب بھی برقرار ہے۔ اس بات کی تائید ان مسلم سکالرنے بھی کی ہے جیسا کہ ڈاکٹر اسما براس کے مطابق جدید یہودی تحریکوں میں خواتین کی مذہبی قیادت اس بات کی مثال ہے کہ مقدس متون کی تعبیر سماجی سیاق کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ ڈاکٹر محمد خالد کے مطابق، یہودیت میں وقت سے متعلق بعض مذہبی فرائض سے استثنا صرف ذمہ داریوں کی نوعیت کی وجہ سے ہے، نہ کہ خواتین کی روحانی اہمیت کم ہونے کی وجہ سے۔14 پروفیسر جاوید احمد غامدی کا نقطۂ نظر اس حوالہ بہت ہی عمدہ ہے کہ مذاہب میں عبادت کی ذمہ داریوں کا فرق لازماً روحانی برتری یا کم تری پر دلالت نہیں کرتا؛ اصل سوال تعبیر اور اطلاق کا ہے۔15

---

11 Lee I. Levine, *the Ancient Synagogue: The First Thousand Years*, (New Haven: Yale University Press2000), p: 34.

12 *Babylonian Talmud, Berakhot*, p: 21.

13 Moses Maimonides, *Mishneh Torah, Hilkhot Tefillah,* 1:1–2, (Jerusalem: Mossad Harav Kook), vol. 1, p: 8–10.

14 محمد خالد مسعود، **ذاتی مکالمہ**، 15 جنوری 2025 مسعود (سابق چیئرمین، اسلامی نظریاتی کونسل، پاکستان رہے ہیں)

15 جاوید احمد غامدی، **مصنف کی شرکت کے ساتھ علمی نشست**، لاہور، 20 اپریل 2025ء

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

یہودی خواتین کے لیے مخصوص عبادات کا تصور اور سماجی رویے

روایتی یہودی گھرانے میں شبّات (Sabbath) کے آغاز پر شمعیں جلانا عموماً عورت کی ذمہ داری سمجھی جاتی ہے۔ اسے گھر کی روحانی فضا قائم کرنے کی علامت سمجھا جاتا ہے۔16

نِدّہ (طہارت) کے احکام

حیض سے متعلق قوانین تورات میں بیان ہوئے ہیں۔ یہ احکام زوجیت اور طہارت کے ضوابط سے متعلق ہیں اور خواتین کی مذہبی زندگی کا اہم حصہ سمجھے جاتے ہیں۔17 یہودی خواتین کے لیے مخصوص عبادات کا تصور زیادہ تر گھریلو اور طہارت سے متعلق اعمال پر مرکوز رہا، جب کہ جماعتی عبادت کے بعض پہلوؤں میں روایتی پابندیاں پائی جاتی ہیں۔ تاہم جدید یہودی تحریکوں میں مساوی شرکت اور مذہبی قیادت کے مواقع میں اضافہ ہوا ہے۔

یہودی فقہ میں عورت کی عبادت اور عبادت گاہ سے متعلق احکام

عنوانات	فقہی حکم	وضاحت	بنیادی ماخذ
وقتی مثبت احکام	خواتین عمومی طور پر مستثنیٰ	استثنا کا مطلب ممانعت نہیں؛ ادائیگی کر سکتی ہیں مگر وجوب مردوں جیسا نہیں۔	*Talmud, Kiddushin 29a*
روزانہ دعا	خواتین دعا کی پابند	کم از کم بنیادی دعا لازم سمجھی گئی۔	*Talmud, Berakhot 20b*
منیان	دس بالغ مرد شرط؛ خواتین شمار نہیں	قدیش، تورات کی باجماعت تلاوت وغیرہ کے لیے منیان ضروری	*Shulchan Aruch, Orach Chaim 55*
عبادت گاہ میں نشست	مرد و عورت کے درمیان حدِ فاصل	عبادت میں توجہ اور حیا کے اصول سے منسلک۔	*Shulchan Aruch, Orach Chaim 90*
تورات کی باجماعت تلاوت	روایتی طور پر خواتین قیادت نہیں کرتیں	جدید فرقوں میں اس پر مختلف آراء۔	*Talmud, Megillah 23a*
نِدّہ (طہارت کے قوانین)	حیض سے متعلق مخصوص احکام	ازدواجی و طہارت کے ضوابط؛ عبادت گاہ میں مطلق ممانعت نہیں۔	*Torah, Leviticus 15*
شبّات کی شمعیں جلانا	روایتی طور پر عورت کی ذمہ داری	گھریلو مذہبی زندگی میں مرکزی کردار۔	*Mishnah, Shabbat 2:6*

16 Blu Greenberg, *On Women and Judaism*, (Philadelphia: Jewish Publication Society, 1981), p: 8.
17 *Torah*, *Leviticus*, Talmud, Tractate Niddah, 15,

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

جدید اصلاحی موقف	منیان و امامت میں شمولیت	جدید تحریکوں میں مساوی شرکت کی اجازت۔	Reform Judaism Conservative Judaism

روایتی یہودی فقہ میں خواتین کی عبادت کے بعض پہلوؤں میں امتیاز پایا جاتا ہے، خاص طور پر منیان اور جماعتی قیادت سے متعلق۔ تاہم ذاتی دعا، گھریلو عبادات اور طہارت کے احکام میں خواتین کا کردار واضح اور مرکزی ہے۔ جدید یہودی تحریکوں میں فقہی تعبیر میں وسعت کے باعث عبادت گاہ میں خواتین کی شرکت کے دائرے میں اضافہ ہوا ہے۔

مبحث دوم: عیسائیت اور اناجیل مقدسہ میں خواتین کی عبادت کا تصور

بائبل میں عورت کا مرتبہ و مقام

کتاب مقدس کی تعلیمات کی روشنی میں آدم کو جنت سے نکالے جانے کی وجہ عورت تھی جو شیطان کے بہکاوے میں آکر گناہ کر بیٹھی، یہ گناہ اس نے آدم میں منتقل کیا اور وہ اللہ کے نافرمان ہوگے۔ عیسائیت میں بنیادی تعلیم یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں خدا کے سامنے یکساں روحانی حیثیت رکھتے ہیں۔ اب مرد یا عورت، غلام یا آزاد، یہودی یا غیر یہودی، سب مسیح میں ایک ہیں۔18 اس ضمن ایک اور جگہ ہے کہ: عورتیں کلیسیا میں چپ رہیں، ان پر یہودیوں کی طرح تعلیم دینے یا حکم دینے کی اجازت نہیں ہے۔19 یہ آیت اکثر تنازعہ کا سبب بنی ہے۔ محققین کے مطابق، یہ آیت مخصوص کمیونٹی کے سماجی حالات کے مطابق دی گئی تھی، اور اس کا مقصد مکمل طور پر عبادت میں خواتین کو محدود کرنا نہیں بلکہ نظم و ضبط برقرار رکھنا تھا۔

ابتدائی کلیسا میں عورت کی مذہبی ذمہ داری

کلیساؤں کا ابتدائی اور بنیادی نظریہ یہ تھا کہ عورت گناہ کی ماں اور بدی کی جڑ ہے۔ مرد کے لیے معصیت کی تحریک کا سر چشمہ اور جہنم کا دروازہ ہے۔ تمام انسانی مصائب کا آغاز اسی سے ہوا ہے۔ اس کا عورت ہونا ہی اس کا شرمناک ہونے کے لیے کافی ہے۔ اس کو اپنے حسن اور جمال پر شرمانا چاہیے، کیونکہ وہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ اس کو دائماً کفارہ ادا کرتے رہنا چاہیے کیونکہ وہ دنیا اور دنیا والوں پر لعنت اور مصیبت لاتی ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا کہ: وہ شیطان کے آنے کا دروازہ ہے، وہ شجر ممنوع کی طرف لے جانے والی۔۔۔، ایک پیدائشی وسوسہ، ایک مرغوب آفت، ایک خانگی خطرہ، ایک غارت گر دل ربائی، ایک راستہء مصیبت۔20

عیسائیت میں خواتین کی قیادت

عیسائیت یہودی مذہب کا تسلسل ہے۔ عورت کے ساتھ عیسائیت کی روش تو اور بھی زیادہ ناپسندیدہ رہی ہے۔ اس مظلوم صنف کو جس قدر پستی میں پھینکا جا سکتا تھا پھینک دیا۔ عورت کے بارے میں عیسائیت کے جذبات کا اندازہ طرطولین کے ان الفاظ سے: عورت تو! تم نہیں جانتیں کہ تم میں سے ہر ایک حوّا ہے، خدا کا قانون ہے۔۔۔ تم ہی نے آسانی سے خدا کی تصویر یعنی مرد

18 *Bible*, New International Version (NIV), Galatians 3:28.
19 *Bible*, New Revised Standard Version (NRSV), Acts 16:14–15.
20 ڈاکٹر عبدالرشید، **ادیان و مذاہب کا تقابلی مطالعہ**، (کراچی: طاہر سنز، 1986ء)، ص: 31۔

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کو ضائع کیا۔21 عیسائیت میں خواتین کا مقام ان کے حقوق کے حوالے سے انجیل مقدس کی روایتوں کا جائزہ لینے سے پتہ چلتا ہے ۔ عیسائیت میں عورت کے متعلق یہ سیاسی نظریہ قائم کیا گیا ہے کہ آدم کے جنت سے نکلوانے کی ذمہ دار عورت ہے اور چونکہ شیطان کے بہکاوے میں عورت آچکی تھی لہٰذا اسی نے آدم کو بھی بہکایا۔ عورت کو دنیا کی ہر مصیبت، بدی کی جڑ، دنیا پر لعنت، ملامت نازل کرنے والی قرار دیا گیا۔22 ڈاکٹر حافظ ثانی اپنی تصنیف تجلیات سیرت میں عورت کے متعلق عیسائی اکابر کلیساء کی آراء نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ سینٹ انتھونی نے کہا کہ: عورت شیطان کے ہتھیاروں کی کان ہے۔ سینٹ بوناونیٹر: عورت ایک بچھو ہے جو ڈسنے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے، وہ شیطان کا نیزہ ہے۔ سینٹ گریگری: عورت سانپ کا زہر الفی ہے اور اژدھے کا کینہ۔23 عیسائی اکابرین کے قول سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ عورت معاشرے میں کیوں کر عزت اور اعتماد پاسکتی ہے؟ جب کہ اسے بدی کی جڑ اور وحشی درندے سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے۔

عیسائیت میں خواتین کا عبادت کے لیے اجتماعات میں شرکت اور سماجی رویے

مسیحیت میں خواتین کے کردار اس کے قیام کے بعد سے مختلف ہیں۔ خواتین نے مسیحیت میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے ۔ اسی طور پر شادی میں اور بعض مسیحی فرقوں، گرجاگھروں اور پیراچرچ تنظیموں میں رسمی وزارتی عہدوں پر۔ منظم چرچ میں بہت سے قائدانہ کردار خواتین کے لیے ممنوع قرار دیے گئے ہیں، لیکن زیادہ تر گرجاگھر اب کلیسیا میں خواتین کے کردار کے بارے میں مساوات (مرد اور خواتین کے برابر کردار) کا نظریہ رکھتے ہیں۔ رومن کیتھولک اور آرتھوڈوکس گرجاگھروں میں، صرف مرد پادریوں یا بزرگوں کے طور پر خدمت کر سکتے ہیں (بشپ، پریسبیٹر اور ڈیکن)؛ صرف برہمی مرد ہی اعلیٰ قیادت کے عہدوں پر کام کرتے ہیں جیسے پوپ، سرپرست اور کارڈینلز۔ عورتیں ابیس اور مقدس کنواریوں کے طور پر کام کر سکتی ہیں۔ مرکزی دھارے میں شامل پروٹسٹنٹ فرقوں کی ایک بڑی تعداد خواتین کو وزرا (پادری کا درجہ) کے طور پر مقرر کرنے پر اپنی دیرینہ رکاوٹوں کو نرم کرنا شروع کر رہی ہیں، حالاں کہ کچھ بڑے گروہ، خاص طور پر جنوبی بپتسمہ دینے والے کنونشن، رد عمل میں اپنی رکاوٹوں کو سخت کر رہے ہیں۔

مبحثِ سوم: اسلامی تناظر میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا جائزہ

قرآنِ مجید میں عبادت کے حوالے سے مرد و عورت دونوں کی روحانی مساوات کو واضح کیا گیا ہے: جیسا کہ الاحزاب میں ہے:

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ -- اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا

---

21 ایچ پولانو، **تالمود**، ترجمہ سٹیفن بشیر، (گوجرانوالہ: مکتبہ عناویم پاکستان، 2003ء)، ص:179۔

22 **کتاب مقدس، پرانا عہد نامہ، پیدائش**، 3:21-22۔

23 اَبوذر القلمونی، **ففروا إلی اللہ**، (القاھرۃ: مکتبۃ ابن تیمیۃ)، ص:189۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں... اللہ نے ان کے لیے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کیا ہے۔[24]

یہ آیت اس امر کی دلیل ہے کہ عبادت اور روحانیت میں خواتین کا مقام مردوں کے برابر ہے، جس سے ان کی عبادت گاہوں میں شرکت کی اصولی بنیاد بھی ثابت ہوتی ہے۔[25] قرآن عبادت کے تصور کو صنفی امتیاز سے بالاتر رکھتا ہے اور مساجد کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مخصوص مقامات قرار دیتا ہے، جہاں بنیادی حیثیت ایمان اور تقویٰ کو حاصل ہے، نہ کہ جنس (gender) کو۔ اس ضمن میں متعدد قرآنی آیات اس امر کی وضاحت کرتی ہیں کہ عبادت گاہیں تمام اہلِ ایمان کے لیے ہیں اور ان میں اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے، قرآنِ مجید مساجد کی اصل حیثیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا[26]

اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ مساجد خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مخصوص ہیں، اور ان کا مقصد ہر قسم کے شرک سے پاک توحیدی عبادت کا قیام ہے۔ اس حکم کی عمومیت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مساجد میں عبادت کا حق تمام مومنین کو حاصل ہے، کیونکہ آیت میں کسی صنفی تخصیص کا ذکر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح قرآن مسجد کو آباد کرنے والوں کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللَّهِ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلَّا اللَّهَ ۖ فَعَسَىٰ أُولَٰئِكَ أَنْ يَكُونُوا مِنَ الْمُهْتَدِينَ[27].

اس آیت میں مسجد کی آبادی کو ایمان، نماز، زکوۃ اور خشیتِ الٰہی سے مشروط کیا گیا ہے، جو تمام اہلِ ایمان کے اوصاف ہیں۔ یہاں بھی مرد و عورت کے درمیان کوئی تفریق نہیں کی گئی، بلکہ معیار صرف ایمان اور عملِ صالح قرار دیا گیا ہے۔ مزید برآں، بیت اللہ کی عالمگیر حیثیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوتا ہے: إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ[28]. اس آیت میں لفظ الناس استعمال ہوا ہے، جو تمام انسانوں کو شامل ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ عبادت گاہوں کی اصل روح آفاقی (universal) ہے اور اس میں مرد و عورت دونوں یکساں طور پر شامل ہیں۔ قرآنِ مجید عبادت اور اجر کے حوالے سے مرد و عورت کی مساوات کو بھی واضح کرتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

أَنِّي لَا أُضِيعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنكُم مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ 29

---

24 الأحزاب:35

25 Lakhvi and Ghaffar, "Attendance of Women in Mosques," *International Research Journal on Islamic Studies* 3, no. 2 (2021), p: 1–18, https://doi.org/10.54262/irjis.03.02.u01 last accessed on 25 April 2025

26 الجن:18

27 التوبہ:18

28 آل عمران:96

29 آل عمران:195

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ عبادت اور نیک اعمال میں مرد و عورت کے درمیان کوئی فرق نہیں، لہٰذا عبادت گاہوں میں ان کی شرکت کی بنیاد بھی مساوات پر قائم ہے۔ مزید بر آں، قرآن ہر مسجد میں حاضری کے آداب بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ30

یہ خطاب بنی آدم کے لیے ہے، جو تمام انسانوں کو شامل کرتا ہے، اور اس میں مسجد میں حاضری کے وقت ظاہری و باطنی پاکیزگی کی تاکید کی گئی ہے، جو مرد و عورت دونوں پر یکساں لاگو ہوتی ہے۔ اسی طرح مساجد کو ذکرِ الٰہی کے مراکز کے طور پر بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا: فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللَّهُ أَن تُرْفَعَ31

اگرچہ یہاں رِجَالٌ کا لفظ آیا ہے، تاہم مولانا محمد شفیع عثمانی کے نزدیک یہ لفظ عربی اسلوب کے مطابق عموم پر دلالت کر سکتا ہے، اور دیگر قرآنی مقامات پر بھی یہ اسلوب مرد و عورت دونوں کے لیے استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا اس آیت کا مفہوم بھی عبادت اور ذکرِ الٰہی میں عمومی شرکت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔32

پس مذکورہ قرآنی آیات کے تجزیے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ

مساجد اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مخصوص ہیں اور تمام مومنین کے لیے کھلی ہیں۔ قرآنِ مجید میں کہیں بھی خواتین کو مسجد جانے سے منع نہیں کیا گیا۔ مرد و عورت دونوں کو نماز قائم کرنے اور نیک اعمال کا حکم دیا گیا ہے۔ عبادت اور روحانیت کے میدان میں مرد و عورت کے درمیان مکمل مساوات پائی جاتی ہے۔ البتہ قرآنِ مجید میں خواتین کے لیے پردے اور گھریلو وقار سے متعلق عمومی ہدایات بھی موجود ہیں، جبکہ مساجد میں حاضری کے تفصیلی آداب اور شرائط—جیسے طہارت، حجاب اور وقار—کا بیان احادیثِ نبویہ اور فقہی مصادر میں ملتا ہے۔ اس طرح قرآن بنیادی اصول فراہم کرتا ہے، جبکہ ان کی عملی تطبیق سنت اور فقہ کے ذریعے واضح ہوتی ہے۔ احادیثِ نبویہ میں خواتین کی مسجد میں شرکت کا واضح ثبوت موجود ہے۔ عہدِ نبوی میں خواتین باقاعدگی سے نمازوں میں شریک ہوتی تھیں، جو اس امر کی دلیل ہے کہ ابتدائی اسلامی معاشرے میں خواتین کی مسجد میں حاضری ایک تسلیم شدہ عمل تھا۔33 تاہم بعض احادیث میں خواتین کے لیے گھر میں نماز کو افضل قرار دیا گیا ہے، جس سے بعض فقہاء نے احتیاطی رویہ اختیار کیا۔ اس کے باوجود یہ واضح ہے کہ یہ ممانعت نہیں بلکہ افضلیت کا بیان ہے، اور خواتین کو مسجد جانے سے روکنا اصل اسلامی

---

30 الأعراف:31

31 النور:36-37

32 عثمانی، محمد شفیع، **معارف القرآن**، ج6، (کراچی: ادارۃ المعارف، 1998ء)، ج4، ص199۔

33 Reda, "Women in the Mosque," *American Journal of Islam and Society* 21, no. 2 (2004), p: 77–97, https://doi.org/10.35632/ajis.v21i2.504 last accessed on 25 April 2025

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تعلیمات کے خلاف سمجھا گیا ہے۔[34] تاریخی طور پر عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ میں خواتین کی مساجد میں شرکت عام تھی، تاہم بعد کے ادوار میں سماجی و ثقافتی عوامل کے باعث اس میں کمی آئی۔ مختلف خطوں میں فقہی تعبیرات اور معاشرتی روایات نے خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کو مختلف انداز میں متاثر کیا۔[35] معاصر تحقیق اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی پر پابندیاں زیادہ تر مذہبی نصوص کی بجائے سماجی رویوں اور ثقافتی تعبیرات کا نتیجہ ہیں۔ جدید مسلم معاشروں میں اس مسئلے پر نئی بحثیں سامنے آ رہی ہیں، جن میں صنفی مساوات اور مذہبی شمولیت کو فروغ دینے پر زور دیا جا رہا ہے۔[36]

عورت کا تصور انسانیت قبل از اسلام

اسلام سے قبل دنیا کی اکثر تہذیبوں میں عورت کو وہ مقام حاصل نہ تھا جو ایک مکمل انسان کے طور پر اسے ملنا چاہیے تھا۔ عورت کو کمزور، گناہ کا سبب، مرد کی ملکیت یا معاشرتی بوجھ سمجھا جاتا تھا۔ قرآنِ مجید نے بعد میں آ کر اس تصور کو یکسر تبدیل کیا، لیکن اس تبدیلی کی اہمیت سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ قبل از اسلام عورت کے تصورِ انسانیت کا جائزہ لیا جائے۔

عرب معاشرے میں عورت کا مقام

علامہ طباطبائیؒ لکھتے ہیں: عرب معاشرے میں چند ایسے خاندان بھی تھے جو اپنی بیٹیوں کو شادی کے معاملے میں کچھ حد تک اختیار دیتے تھے عام طور پر عربوں کا عورتوں کے ساتھ برتاؤ تہذیب یافتہ اور وحشی قبائل کے رویوں کا ایک عجیب امتزاج تھا پس اسلامی تورات کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ عبادات میں صنفی توازن برقرار رکھا گیا ہے۔ جہاں نماز کا حکم دیا گیا ہے وہاں نماز کی ادائیگی کی جگہ کے اعتبار سے صنفی تفریق روا نہیں رکھی گئی۔[37]

نتائج

یہودیت میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا تصور یکساں نہیں بلکہ مختلف فقہی مکاتب اور تاریخی ادوار کے مطابق متغیر رہا ہے۔ کلاسیکی ربانی روایت میں عبادتی نظم کے تحت صنفی امتیاز کو برقرار رکھا گیا، جبکہ جدید اصلاحی مکاتب نے خواتین کی مذہبی شرکت اور عبادتی کردار کو نمایاں طور پر وسعت دی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہودیت میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی بنیادی طور پر فقہی تعبیرات اور مذہبی روایت کے ارتقائی عمل سے تشکیل پاتی ہے، نہ کہ محض مذہبی نصوص سے۔

---

34 Jakfar et al., "The Main Prayer Place for Women According to Hadith," *Samarah: Jurnal Hukum Keluarga dan Hukum Islam* 8, no. 1 (2024), p: 172–195, https://doi.org/10.22373/sjhk.v8i1.13974. last accessed on 25 April 2025

35 Khan, "Women's Mosque Attendance," *International Journal of Research in Social Sciences* 8, no. 8 (2018), p: 294–298, https://www.ijour.net/article/ijrss-8-8-031 last accessed on 25 April 2025

36 Lakhvi and Ghaffar, "Attendance of Women in Mosques*," International Research Journal on Islamic Studies* 3, no. 2 (2021) , p: 1–18, https://doi.org/10.54262/irjis.03.02.u01 last accessed on 25 April 2025

37 طباطبائی، علامہ محمد حسین، **تفسیر المیزان**، (قم: مکتبہ: مؤسسۃ اسماعیلیان للطباعۃ والنشر والتوزیع)، جلد: 2، ص: 404

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

عیسائیت میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی اصولی طور پر تسلیم شدہ ہے، تاہم مذہبی قیادت اور کلیسائی اختیارات کے حوالے سے فرقہ وارانہ تنوع نمایاں ہے۔ کیتھولک اور آرتھوڈوکس روایات نسبتاً محدود موقف رکھتی ہیں، جبکہ بیشتر پروٹسٹنٹ کلیسائیں خواتین کی فعال مذہبی شرکت کو قبول کرتی ہیں۔ پس اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسائیت میں صنفی اختلاف کا مرکز عبادت گاہ تک رسائی میں ہی نہیں بلکہ مذہبی اقتدار اور قیادت تک ہے۔ یعنی مذہبی اقتدار اور قیادت بھی صنفی اختلاف پر اثر انداز ہے۔ اسلامی مصادر خواتین کے مسجد میں عبادت اور دینی سرگرمیوں میں شرکت کے حق کی تائید کرتے ہیں، جبکہ عہدِ نبوی ﷺ اس کی عملی نظیر فراہم کرتا ہے۔ بعد کے ادوار میں بعض فقہی تعبیرات اور سماجی عوامل نے اس حق کے عملی دائرۂ کار کو مختلف معاشروں میں محدود کیا، تاہم یہ تحدید بنیادی نصوص کے بجائے اجتہادی اور سماجی تناظر کی عکاس ہے۔ اس لیے اسلامی نقطۂ نظر میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کا اصل معیار نصوصِ شرعیہ اور مقاصدِ شریعت کی روشنی میں سمجھا جانا چاہیے۔ تینوں ابراہیمی مذاہب خواتین کی روحانی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں، تاہم عبادت گاہوں تک رسائی اور مذہبی کردار کی عملی تشکیل ان کے فقہی، الٰہیاتی اور تاریخی تناظرات کے مطابق مختلف ہے۔ یہودیت میں فقہی روایت، عیسائیت میں کلیسائی ڈھانچہ، اور اسلام میں نصوص اور بعد کی فقہی تعبیرات اس اختلاف کی بنیادی جہات ہیں۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ موجودہ صنفی مباحث کو مذہبی نصوص کے ساتھ ساتھ ان کی تاریخی تعبیر، سماجی سیاق اور معاصر مذہبی فکر کے تناظر میں سمجھنا زیادہ علمی اور متوازن نقطۂ نظر فراہم کرتا ہے۔

سفارشات

ابراہیمی مذاہب میں خواتین کی عبادت گاہوں تک رسائی کے مسئلے کو محض روایتی سماجی تصورات کے بجائے اصل مذہبی نصوص، تاریخی تناظر اور معاصر علمی مباحث کی روشنی میں از سرِ نو مرتب کرنے کی ضرورت ہے۔

مذہبی اداروں، جامعات اور تحقیقی مراکز کو چاہیے کہ وہ خواتین کی مذہبی شرکت سے متعلق سنجیدہ علمی مکالمے اور تحقیقی سرگرمیوں کو فروغ دیں تاکہ مذہبی تعبیرات اور معاشرتی رویّوں کے درمیان توازن پیدا کیا جاسکے۔

عبادت گاہوں میں خواتین کی شمولیت کے حوالے سے پائے جانے والے سماجی رویّوں کا تنقیدی و علمی جائزہ لیا جانا چاہیے، تاکہ مذہبی تعلیمات اور ثقافتی اثرات کے مابین فرق کو واضح کیا جاسکے۔

OPEN ACCESS **Al Baṣīrah**, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

Bibliography

1. Ahmed, Leila. *Women and Gender in Islam: Historical Roots of a Modern Debate*. New Haven: Yale University Press, 1992.
2. Brooten, Bernadette. *Women Leaders in the Ancient Synagogue*. Chico, CA: Scholars Press, 1982.
3. Brook, Sebastian, and Susan Harvey, trans. *Holy Women of the Syrian Orient*. Berkeley: University of California Press, 1987.
4. Brown, Peter. *The Body and Society: Men, Women, and Sexual Renunciation in Early Christianity*. New York: Columbia University Press, 1998.
5. Greenberg, Blu. *On Women and Judaism*. Philadelphia: Jewish Publication Society, 1981.
6. Ghamidi, Javed Ahmad. Scholarly session attended by the author, Lahore, April 20, 2025.
7. Jakfar, et al. The Main Prayer Place for Women According to Hadith. *Samarah: Jurnal Hukum Keluarga dan Hukum Islam* (2022). https://jurnal.arraniry.ac.id/index.php/samarah/article/view/13974.html.
8. Karo, Joseph. *Shulchan Aruch*. Orach Chaim.
9. Khan. Women's Mosque Attendance. *International Journal of Research in Social Sciences* 8, no. 8 (2018). https://www.ijour.net/article/ijrss-8-8-031.
10. Lakhvi, and Ghaffar. Attendance of Women in Mosques. *International Research Journal on Islamic Studies* 3, no. 2 (2021). https://doi.org/10.54262/irjis.03.02.u01.
11. Levine, Lee I. *The Ancient Synagogue: The First Thousand Years*. New Haven: Yale University Press, 2000.
12. Polano, H. *Talmud*. Translated by Stephen Bashir. Gujranwala: Maktabah Anaveem Pakistan, 2003.
13. Reda. Women in the Mosque. *American Journal of Islam and Society* 21, no. 2 (2004). https://doi.org/10.35632/ajis.v21i2.504.
14. Sanders, E. P. *Judaism: Practice and Belief, 63 BCE–66 CE*. London: SCM Press, 1992.
15. Masud, Muhammad Khalid. Personal interview, January 15, 2025.
16. Barlas, Asma. Personal interview, March 12, 2025.

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**